قیس را بر حسنِ لیلیٰ نامِ مجنوں عشق کرد
بہر یوسف دیدۂ یعقوب پُر خوں عشق کرد
بر لبِ شیریں دلِ فرہاد مفتوں عشق کرد
الغرض ہر چہ مبارک بود و میموں عشق کرد

عشق را موقوف نتواں کرد تا جاں در تن است

اولاً شاہِ ازل خود گوہرِ ایں عشق سفت
از زبانِ بے نشاں تا نکتہ را اجبتُ گفت
نورِ عشقش بعد ازاں در گلشنِ لیلیٰ شگفت
حسنِ خود را در حجابِ روئے معشوقاں نہفت

عشق را موقوف نتواں کرد تا جاں در تن است

راہِ کثرت طے کن و در کوئے وحدت نہ قدم
تا جمالِ روئے وے بینی و گوئی دمبدم
فی الحقیقت اوست عشق و عاشق و معشوق ہم
نیست الحق در دو عالم غیر او العدم

عشق را موقوف نتواں کرد تا جاں در تن است

تا قیامت اے کمال الدین بلوحِ روزگار
نامِ عشق و عاشق و معشوق ماند یادگار
پس بروئے شاہدِ شمشاد و قد گل عذار
ہمچو بلبل باش ہر دم مبتلا و بے قرار

عشق را موقوف نتواں کرد تا جاں در تن است

امیر خسروؒ کی ایک غزل ہے جس کا مقطع یہ ہے اس طرز میں بھی شاہ کمالؒ کی ایک مرصع غزل ہے جو درج ذیل کی جاتی ہے :- ؎

توئی در ملکِ جاں خسرو چہ خسرو خسروِ جاناں
چو نخلِ قدرت فتنہ چہ فتنہ فتنۂ دوراں

شاہ کمالؒ ؎

سیہ زلفت بود اژدر چہ اژدر اژدرِ موسیٰؑ
لبِ لعل ترا معجز چہ معجز معجزِ عیسیٰؑ
رخت از رحمت است آیت چہ آیت آیتِ مصحف
چہ مصحف مصحفِ صنعت چہ صنعت صنعتِ مولیٰ
زہے چشم و خہے غمزہ چہ غمزہ غمزۂ فتنہ
چہ فتنہ فتنۂ مردم چہ مردم مردمِ دانا
خراماں قد تو دو حہ چہ دو حہ دو حۂ طوبیٰ
چہ طوبیٰ طوبئے جنت چہ جنت جنت الماویٰ
توئی ساقی بدہ ساغر چہ ساغر ساغرِ قرقف
چہ قرقف قرقفِ مستی چہ مستی مستی ابقا
توئی حق را اتم مظہر چہ مظہر مظہرِ رحمت
چہ رحمت رحمتِ ہستی چہ ہستی ہستی اشیا

نبی بودی نہ بود آدم چہ آدم آدم خاکی — چہ خاکی خاکیٔ عالم چہ عالم عالم اسماء
تو ہستی از ہمہ اول چہ اول اول آخر — چہ آخر آخر باطن چہ باطن باطن پیدا
زہے قرآں ترا حجت چہ حجت حجت دعویٰ — چہ دعویٰ دعویٔ قضیہ چہ قضیہ قضیۂ اسریٰ
درودش بر تو باد افضل چہ افضل افضل اکمل — چہ اکمل اکمل اعظم چہ اعظم اعظم اعلیٰ
کمالی طالب مطلب چہ مطلب مطلب رویت — چہ رویت رویت طلعت چہ طلعت طلعت زیبا

صنایع و بدایع میں شاہ کمال کے (۱۳۶) شعر قلمی دیوان کے آخر میں درج ہیں ہم یہاں ان میں سے دو مستزاد جو نعت میں لاجواب ہیں بطور قند مکرر زیب قرطاس کرتے ہیں:-

مستزاد:

ز در گلشن خوبی چو رخ او گلے نیست ؛ رنگین و معطر
در رنگ خطش سبزہ تو در چمنے نیست ؛ مشکین و معنبر

مستزاد در مستزاد:

اے آنکہ بود عین تو با عین خدا عین ؛ چوں عین عیاں است ؛ نور تو در اعیاں
بر عجز شدہ معترف از نعت تو کونین ؛ پیدا نہ نہاں است ؛ وصف تو بقرآں

ع۵ تاریخ محل آثار شریف:

شد مترتب چو محل معلیٰ — آں کہ بود رشک قصور نعیمی
داد خبر عقل ز تاریخ آنم — "مواطن آثار نبی الکریمی"
۱۱۸۱ھ

حاشیہ ع۵ متذکرہ صدر قطعۂ تاریخ محل آثار شریف، تاریخی حیثیت رکھتا ہے چونکہ یہ بہت ممکن ہے کہ مندرجۂ بالا قطعہ تاریخ محل آثار شریف واقع کڑپہ سے متعلق ہو اس لئے ہم بطور یادگار درج ذیل کرتے ہیں۔ کڑپہ میں افغان حکمرانوں کے محلات اور کھنڈروں کی تفصیل جو گزیٹیر جنوبی ہند مطبوعہ ۱۸۵۹ء مدراس میں دی گئی ہے اُس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کڑپہ میں ایک عمارت آثار شریف بھی تھی جن میں آثار مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ تھے۔ اس عمارت کے اوپر چھوٹے منار بھی بنائے گئے تھے اور اس کے متصل ایک مسجد تھی جس کے صحن میں حوض اور فوارہ بھی تھا۔ اب اس آثار محل میں سرکاری خزانہ جمع آیا اب بھی یہ تاریخی قلعہ کڑپہ کی اس عمارت پر موجود ہے یا نہیں کچھ پتہ نہ چل سکا اسی طرح دیگر تاریخی عمارتیں افسوس ہے کہ بلحاظ آثار قدیمہ محفوظ نہیں ہیں چنانچہ دیوان خانہ یعنی دیوان کڑپہ کی عمارت میں دواخانہ ہے۔ مسعود علی خاں پٹھان سردار کے محل میں ڈاکخانہ ہے۔ نواب کڑپہ کے محل میں سرکاری کچہری ہے اور قلعہ جیل خانہ کے کام میں لایا گیا ہے۔ (گزیٹیر جنوبی ہند) یہ عمارت آثار شریف نواب عبد الحلیم خاں میانہ معاصر سلطان حیدر علی میسور کے زمانہ کی معلوم ہوتی ہے۔

تاریخ الردّۃ

از:-

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب۔ استاد ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

قاہرہ کے دار الکتب میں ایک قلمی کتاب ہے۔ الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ ومغازی الخلفاء۔ اس کے مصنف چھٹی صدی ہجری کے ایک ہسپانوی عالم ابو الربیع سلیمان کلاعی بلنسی ہیں۔ کتاب رسول اللہ کے حالات ومغازی اور ان کے بعد ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ کے فتوحات پر مشتمل ہے۔ موضوع کا دائرہ اتنا تنگ ہونے کے باوجود کتاب بڑی تقطیع کے چار سو اڑتالیس (۴۴۸) صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ مصنف نے بہت سے ماخذوں سے مواد لیا ہے جن میں سے کچھ طبع ہوکر ہمارے سامنے آچکے ہیں اور کچھ نایاب ہیں، جن کا صرف شوق انگیز ذکر ہم ابن الندیم کی الفہرست میں پڑھتے ہیں، جیسے سیف بن عمر اسدی (دوسری صدی) کی کتاب الردّۃ یا مدائنی (دوسری تیسری صدی) کی فتوح العراق یا ابن اسحٰق مدنی (دوسری صدی) کی سیرۃ النبی یا قاضی زبیر بن بکّار (تیسری صدی) کی انساب قریش۔

مؤلف کی زندگی کا کوئی واضح نقشہ ہمارے سامنے نہیں ہے۔ تاریخ وحدیث سے گہری دلچسپی رکھتے تھے، قدرت نے روشن ذہن اور رواں زبان عطا کی تھی، بلنسیہ[ل] کے دربار سے تعلق تھا، شہر کے سب سے بڑے سرکاری خطیب کے عہدہ پر بھی کچھ عرصہ رہے۔ ان کے ایک شاگرد اور ہم وطن ابو بکر بن ابّار نے اپنی کتاب تکملۃ الصلۃ میں اس طرح ان کا تعارف کیا ہے:۔ تنقید وروایت سے ان کو خاص دلچسپی تھی، حدیث

ل قرطبہ سے تقریباً ڈھائی سو میل مشرق میں سمندر کے قریب ایک بڑا شہر تھا... (روض المعطار فی خبر الأقطار وحمیم البلدان یاقوت)

کے امام تھے اور اس کی بڑی پرکھ رکھتے تھے، جرح و تعدیل کے فن سے واقف تھے، تمام تاریخی افراد کی پیدائش اور موت کی تاریخیں ان کو خوب یاد تھیں، اس فن میں اپنے ہمعصروں سے بازی لے گئے تھے، اسی طرح اپنے ہمعصر اور نیز پہلے کے علما اور اکابر کے ناموں اور حالات سے خوب واقف تھے، ان کا خط بے مثال تھا، ادب پر گہری نظر رکھتے تھے، بلاغت اظہار کے لئے مشہور تھے، انشاء رسائل لکھنے میں ان کی نظیر نہ تھی، شعر و شاعری میں بھی پایہ بلند تھا، بڑے خوش بیان مقرر تھے، لباس بڑھیا اور پُر تکلف پہنتے تھے، شاہی جلسوں میں بادشاہ ان کی زبان سے بات کرتے تھے، مختلف اوقات میں بلنسیہ کے سرکاری خطیب بھی رہے، انھوں نے کئی موضوع پر مفید کتابیں لکھی ہیں:۔ کتاب الاکتفاء بما تضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃ الخلفاء چار جلدوں میں۔ (۲) صحابہ اور تابعین پر ایک جامع کتاب جو مکمل نہ کر سکے۔ (۳) مصباح الظلم۔ (۴) امام بخاری کے حالات و سوانح (۵) کتاب الاربعین۔ ان کتابوں کے علاوہ حدیث، ادب اور خطب پر اُن کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ لوگ دور دور سے ان کے پاس علم حاصل کرنے آتے تھے، میں خود ان کے گھاٹ پر سیراب ہوا، یہ وہی تھے جنھوں نے مجھے یہ تاریخ (تکملۃ الصلۃ) لکھنے کی ترغیب دی اور ان پر تحقیق کردہ قیمتی معلومات عطا کئے جن سے میں نے اپنی کتاب بھر لی ہے۔ ۵۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰ ذی الحجہ ۶۳۴ھ کو بلنسیہ سے چند فرسخ دور ایک حادثہ میں شہید ہوئے۔" (تکملۃ الصلۃ ابن ابار مڈریڈ اسپین ۱۸۸۶ء)

مؤلف نے کتاب کے مقدمہ میں مقصد تالیف، طریقۂ تالیف اور ان پر بعض ماخذوں کی وضاحت کی ہے۔ مقصد تالیف إبقاع الاقناع و إمتاع النفوس والاسماع بتاتے ہیں، یعنی یہ کہ رسول اللہؐ اور خلفائے ثلثہؓ کے حالات اس تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قاری کی پیاس پوری طرح بجھ جائے، اور دل ان حالات کے ادراک سے

محظوظ ہوں اور کان ان کے سننے سے لطف اندوز۔ طریقۂ تالیف پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں نے اپنی تالیف میں بہت سی کتابوں سے مواد لیا ہے، کہیں یہ مواد حدیث سابق کی کمی یا کوتاہی دور کرنے کے لئے لیا گیا ہے، کہیں نئی معلومات فراہم کرنے اور کہیں "حدیث سابق" کو زیادہ واضح اور اجاگر کرنے کے لئے۔

بلنسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات ومغازی کی بنیاد ابن اسحٰق مدنی کی مشہور سیرۃ پر رکھی ہے اور اس کی بڑے جوش سے تعریف کی ہے، اس کے علاوہ انھوں نے جن دوسری اہم اور اس وقت کی نایاب کتابوں سے خوشہ چینی کی ہے ان میں سے بعض کے نام اپنے دیباچہ میں دیئے ہیں:-

(۱) مغازی موسیٰ بن عقبہ (م ۱۴۱ھ)

(۲) کتاب المبعث تالیف قاضی واقدی (م ۲۰۷ھ) اس کے بارے میں بلنسی لکھتے ہیں کہ اپنے موضوع پر نہایت جامع اور مفصل کتاب ہے۔

(۳) انساب قریش تالیف قاضی زبیر بن بکار مدنی (م ۲۵۶ھ) اس کی بابت بلنسی نے اپنے استاد کے استاد کا یہ قول نقل کیا ہے:۔ ھو کتاب عجیب لا کتاب نسب، یعنی وہ نسب کی کتاب نہیں (جیسا کہ نام سے ظاہر ہے) بلکہ نادر معلومات کا خزانہ ہے، کتاب المبعث کی طرح یہ کتاب بھی نایاب ہے، خلافت راشدہ اور اعیان قریش سے متعلق اس میں جو اہم اور تاریخی اعتبار سے انقلاب انگیز حقائق بیان ہوئے ہیں، ان کا کچھ اندازہ شرح نہج البلاغۃ پڑھنے سے ہوتا ہے جہاں قاضی ابن ابی الحدید نے انساب قریش کے بہت سے علمی موتی بکھیر دیئے ہیں۔

(۴) تاریخ الکبیر تالیف ابو بکر بن ابی خیثمہ، بلنسی کی رائے میں یہ کتاب ایک ایسا دریا ہے جس کا پانی ڈول ڈالنے سے کبھی گدلا نہیں ہو سکتا اور ایک ایسا سوتا جس کو بڑے سے بڑا آب کش خشک نہیں کر سکتا۔ ابن الندیم نے الفہرست میں

ابن ابی خیثمہ کی چار کتابوں کے نام نقل کئے ہیں جن میں ایک بلبنسی کا ماخذ: "کتاب التاریخ" ہے۔ ابن ابی خیثمہ فقیہہ و مؤرخ تھے، ان کا انتقال ۲۷۹ھ میں ہوا۔

جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا، اکتفاء چار سو اڑتالیس صفحات پر مشتمل ہے، تقریباً آدھی کتاب یعنی دو سو بیس صفحات میں ذکر رسول ہے، دو سو بیس سے دو سو چھیاسی یعنی کوئی چھیاسٹھ صفحوں میں ابوبکر صدیقؓ اور دو سو چھیاسی سے چار سو چالیس یعنی ایک سو چوَن میں عمر فاروقؓ اور صرف سات صفحوں میں عثمان غنیؓ کے فتوحات قلمبند کئے گئے ہیں، چونکہ حضرت علیؓ کا عہد فتوحات سے خالی تھا، اس کا ذکر نہیں کیا گیا نسخۂ زیر بحث میں کتابت کی غلطیاں بہت کم ہیں، ناسخ کا قلم باریک ہے، موٹی نب کی طرح اور ایک صفحہ میں اکتالیس سطریں ہیں، اگر یہ کتاب طبقات ابن سعد کے نہج پر چھاپی جائے تو شاید ڈھائی ہزار صفحات سے کم نہ ہو۔

خلفائے ثلثہ کے مغازی مرتب کرنے کے لئے ہمارے مصنف نے جن کتابوں کو استعمال کیا ہے اُن کو دو صنفوں میں رکھا جا سکتا ہے:۔ ایک وہ جو طبع ہو چکی ہیں، دوسرے وہ جو طبع نہیں ہوئیں بلکہ نایاب اور غالباً ناپید ہیں۔ مطبوعہ ماخذوں میں تاریخ طبری ہے جس سے آپ سب واقف ہیں، ازدی بصری کی فتوح الشام ہے جس کو ڈبلو، این لیس نے ۱۸۵۴ء میں کلکتہ سے چھاپا تھا، اور فتوح مصر والاسکندریہ، ابن عبدالحکم کی ہے، جس کو امریکہ کے مستشرق چارلس سی ٹوری نے ییل یونیورسٹی کی مستشرقی سوسائٹی کی طرف سے ۱۹۲۰ء میں نشر کیا تھا، ان تینوں سے ہمارے مصنف نے خوب مواد لیا ہے، طبری سے ردّہ لڑائیوں، عراق و ایران و ماوراء النہر کی فتوحات کے لئے، ازدی بصری سے فتوحات شام کے لئے، اور ابن عبدالحکم سے، فتوحات مصر کے لئے، ان ممالک کی فتوحات کے ذکر میں بلبنسی نے غیر مطبوعہ ماخذوں سے بہت ہی کم استفادہ کیا ہے۔ لیکن ردّہ لڑائیوں اور عمر فاروقؓ کے عہد میں فتوحاتِ عراق کی بڑی جنگوں

جیسے قادسیہ، مدائن اور جلولاء کے ضمن میں مصنف نے بہت سے ایسے نئے معلومات پیش کئے ہیں جن سے مطبوعہ کتابیں خالی ہیں اور جن کی خوشہ چینی ایسے باغوں سے کی گئی ہے جو حوادث کی بادِ صرصر سے تباہ ہو چکی ہیں۔ ان میں سے ذیل کی بلنسی نے تصریح کی ہے:-

(۱) کتاب الواقدی، بلنسی نے اسی طرح لکھا ہے، اس سے مراد غالباً قاضی واقدی کی کتاب الردۃ ہے جو ابن الندیم نے واقدیؒ کی تصنیفات میں گنائی ہے۔

(۲) کتاب یعقوب بن محمد الزہری، اس کتاب اور اس کے مصنف دونوں سے ہم بے خبر ہیں۔ مشہور اموی محدث اور مورخ زُہری کا نام عبداللہ تھا اس لئے وہ نہیں ہو سکتے۔

(۳) کتاب الاُموی، شاید اس سے مراد ابن اسحاق کی کتاب المغازی ہے

(۴) کتاب الردۃ، تالیف وثیمہ بن موسیٰ متوفی ۲۳۷ھ، وثیمہ فارس کے شہر فسا میں پیدا ہوئے ریشم کے تاجر تھے، فسا سے بصرہ آئے، وہاں سے مصر اور مصر سے تجارت کرتے اندلس (اسپین) پہنچے، ان کی کتاب الردۃ ابن خلکان نے دیکھی تھی، اپنی وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں:- عمدہ کتاب ہے، اس میں بہت سی نئی معلومات ہیں (وفیات الاعیان مصر ۱۳۱۰ھ ۲/۱۷۱ وارشاد الاریب یاقوت حموی ایڈیٹڈ ڈی. ایس. مارگیولتھ ۱۹۲۵ء مصر ۷/۲۲۵ - ۲۲۶)

ان چاروں کتابوں سے ردّہ لڑائیوں کی تفصیلات لی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سی منفرد روایتیں مختلف راویوں کی طرف منسوب کر کے بھی بیان کی گئی ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے ماخذ مذکورہ چار کتابوں سے باہر ہیں۔ ردّہ لڑائیوں میں جنگ یمامہ کا ذکر سب سے زیادہ مفصل ہے، اس کو پڑھ کر اس جنگ کی بھیانک

تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے طبری میں سیف بن عمر کی بیان کردہ روئداد ارتداد اتنی واضح اور ڈرامائی نہیں ہے، ردہ سے متعلق سیف بن عمر اور اکتفاء کے بیانات کئی اہم مرحلوں پر ایک دوسرے سے مختلف اور متناقض ہیں، اکتفاء میں ابوبکر صدیقؓ کے متعدد ایسے خط بھی موجود ہیں جو عربی یا فارسی کی کسی دوسری تاریخ میں میری نظر سے نہیں گذرے، اس کے علاوہ اکتفاء میں ارتداد سے متعلق درجنوں ایسے اشعار ہیں جن سے ہماری مفصل ترین مطبوعہ تاریخیں، مثلاً تاریخ الرسل والملوک طبری، فتوح البلدان بلاذری، فتوح اعثم کوفی اور تاریخ الخمیس دیار بکری خالی ہیں۔

إلاكتفاء رقم ۲۵۰۷ دار الكتب المصرية

رسول اللہؐ کی وفات پر ردہ کی ابتدا

ص ۲۴۲۔ حضرت عائشہؓ :۔ جب رسولؐ کا انتقال ہوا تو منافقوں نے سر اٹھایا، عرب مرتد ہو گئے اور یہود و نصاریٰ چوکنا۔ مسلمانوں کی حالت اپنے نبی کی وفات سے ایسی زبوں ہوئی جیسی ان بکریوں کی جو جاڑوں کی رات میں بارش سے بھیگیں، حتیٰ کہ خدا کے حکم سے انھوں نے ابوبکرؓ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ خلافت کی ایسی سنگین ذمہ داریاں میرے والد کے اوپر آپڑیں کہ اگر پہاڑ ان کو اٹھاتے تو ٹوٹ پڑتے، بخدا جس بات پر مسلمانوں میں اختلاف ہوتا میرے والد خوش اسلوبی سے اس کو دور کر دیتے، جو میرے والد کو دیکھتا سمجھ لیتا کہ وہ اسلام کی تقویت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ بخدا میرے والد بڑے دور بیں اور بے نظیر لیاقت کے آدمی تھے، ہر مشکل کا علاج ان کے پاس تھا۔

ابوہریرہؓ :۔ جب رسول اللہؐ کا انتقال ہوا اور ان کے بعد ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا گیا اور عرب مرتد ہوئے تو عمر بن خطابؓ نے ابوبکر صدیقؓ سے کہا :۔ آپ عربوں سے کیسے لڑیں گے جب کہ رسول اللہؐ فرما چکے ہیں کہ مجھے خدا کا حکم ہے کہ لوگوں سے

صرف اس وقت تک لڑوں جب تک وہ یہ نہ کہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں، جو شخص زبان سے یہ کہدے گا مجھے اس کی جان و مال کو گزند پہنچانے کا کوئی حق نہیں اِلّا یہ کہ جائز اور حق طریقہ سے ایسا کیا جائے، رہی یہ بات کہ اُس نے سچے دل سے لاالٰہ الا اللہ کہا یا نہیں تو یہ معاملہ خدا کے ہاتھ ہے، وہ خود اس کا حساب لے گا۔

ابوبکر صدیقؓ:- بخدا میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں، کیونکہ زکوٰۃ کا قانون نماز کے قانون سے مختلف نہیں ہے۔ بخدا اگر عربوں نے زکوٰۃ کے اونٹ کی رسّی تک جو رسول اللہ کو وہ دیتے تھے، روکی تو میں ان سے لڑوں گا۔

عمر فاروقؓ:- یہ جواب سنکر بخدا میں نے محسوس کیا کہ اللہ کی طرف سے ابوبکر کو لڑائی کا اشارہ ملا ہے اور عربوں سے لڑنا درست ہے۔ بخدا اہل ردہ سے لڑائی کے معاملہ میں ابوبکرؓ کی ایمانی قوت ساری عرب قوم کے ایمان سے بڑھی ہوئی تھی۔"

یعقوب بن محمد زہری:- ابوبکرؓ ان شاکرین کے امیر تھے جو دین اسلام پر قائم رہے اور ان صابرین کے بھی جنھوں نے ابوبکر صدیقؓ کی رائے پر عمل کیا اور مرتد عربوں کے مقابلہ میں اپنی جان کی بازی لگادی، ارتدادِ عرب کے مختلف پہلو تھے:- عربوں کے ایک فرقہ کی رائے تھی کہ اگر محمد نبی ہوتے تو کبھی نہ مرتے، ایک دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ان کی موت سے نبوت ختم ہوئی اور ان کے کسی جانشین کی اطاعت ہم پر لازم نہیں ہے۔ چنانچہ ان کا شاعر کہتا ہے۔

جب تک رسول اللہؐ زندہ تھے ہم نے اُن کی اطاعت کی۔ لوگو! ابوبکر کو کیا ہوا ہے کہ وہ ہم سے اطاعت کے طالب ہیں۔

کیا وہ اپنے بعد خلافت اپنے لڑکے بکر کو دیں گے۔ کعبہ کی قسم، تب تو ہم مرمٹیں گے۔

ایک تیسری جماعت کہتی تھی کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اور ایک چوتھی جماعت کہ ہم کو اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ کی رسالت تسلیم، ہم نماز بھی پڑھتے ہیں، لیکن